بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

دفتر مجلس انصار اللہ بھارت

Office Of The Majlis Ansarullah Bharat

Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب) | Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

❖ جنگِ بدر کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور تاریخ کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

❖ مشرق وسطیٰ میں جنگی حالات کے پیش نظر مکرر خصوصی دعاؤں کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/ نومبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یو کے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حوالے سے بدر کے فوری بعد کا مَیں ذکر کر رہا تھا۔ اس حوالے سے دو ہجری کے واقعات میں ایک جنت البقیع کے قیام کا ذکر ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں یہود اور دیگر قبائل سب کے اپنے اپنے قبرستان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے پہنچے تو مسلمانوں کے لیے علیحدہ قبرستان کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ بقیع الغرقد کے قبرستان کو مسلمانوں کے لیے منتخب کیا گیا۔ بقیع عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں درختوں کی بہتات ہو۔ اس قبرستان کو جنت البقیع بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دو ہجری میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ایک مقبرہ منتخب فرمایا جسے جنت البقیع کہتے ہیں۔ سب سے پہلے جو اس مقبرہ میں دفن ہوئے تھے وہ عثمان بن مظعونؓ تھے۔ آپؓ نہایت نیک اور عابد اور صوفی منش آدمی تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بالکل تارک الدنیا ہو کر اور بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی خالصۃً عبادت الٰہی کے لئے وقف کرنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ خدا کا حق خدا کو دو۔ بیوی بچوں کا حق بیوی بچوں کو دو۔ مہمان کا حق مہمان کو دو اور اپنے نفس کا حق نفس کو دو کیونکہ یہ سب حقوق خدا کے مقرر کردہ ہیں اور ان کی ادائیگی عبادت میں داخل ہے۔ یعنی حقوق کی ادائیگی بھی عبادت میں داخل ہے۔ الغرض آپ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کو ترک دنیا کی اجازت نہیں دی اور اسلام میں تبتّل اور رہبانیت کو ناجائز قرار دے کر اپنی امت کے لئے افراط و تفریط کے درمیان ایک میانہ

روی کا راستہ قائم کر دیا۔ عثمان بن مظعونؓ کی وفات کا آنحضرت ﷺ کو بہت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ وفات کے بعد آپؐ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس وقت آپؐ کی آنکھیں پُرنم تھیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں غزوہ بنی غطفان کا ذکر کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ غطفان کی شاخ بنی ثعلبہ اور بنو محارب مسلمانوں کے خلاف ایک مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس اطلاع کے موصول ہونے پر آنحضرت ﷺ ساڑھے چار سو صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ماہ ربیع الاول تین ہجری میں یہ غزوہ پیش آیا۔ مشرکین کی جتھہ بندی کے خلاف آنحضرت ﷺ روانہ ہوئے تو راستے میں بنو ثعلبہ کا ایک شخص ملا جسے صحابہؓ نے گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کو اپنے قبیلے کی نقل و حرکت کے متعلق آگاہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اس کی قوم کو جب یہ معلوم ہو گا کہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کا لشکر ان کی طرف آرہا ہے تو وہ کبھی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ ارد گرد کے پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ان کی جانب پیش قدمی کی تو واقعی انہوں نے مقابلہ نہ کیا بلکہ ارد گرد کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اسی موقع پر وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ جب آنحضرت ﷺ ایک درخت کے سائے میں استراحت فرما رہے تھے اور صحابہؓ اپنے کاموں میں مشغول تھے تو ایسے میں ایک شخص نے آپ ﷺ پر تلوار سونت لی تھی۔ اس شخص نے پوچھا کہ اے محمد! اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ۔ تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔

اس غزوے کے واقعات میں ایک واقعہ حضرت رقیہؓ کی وفات اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی کا بھی ہے۔ روایت کے مطابق جب حضور ﷺ بدر پر روانہ ہوئے تو حضرت رقیہؓ بیمار تھیں چنانچہ آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت رقیہؓ نے اس روز وفات پائی جس روز حضرت زید بن حارثہؓ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ آئے۔ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد جب حضور ﷺ حضرت عثمانؓ سے ملے تو انہیں فرمایا کہ اللہ نے ام کلثومؓ کا نکاح رقیہ جتنے حق مہر اور اس سے تمہارے حسنِ سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔ شادی کے تین دن بعد حضورِ اکرم ﷺ ام کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ اس پر ام کلثومؓ نے کہا کہ عثمانؓ بہترین شوہر ہیں۔ حضرت ام کلثومؓ نو ہجری میں بیمار ہو کر وفات پا گئی تھیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا کہ اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو مَیں اس کی شادی بھی عثمانؓ سے کروا دیتا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت ام کلثومؓ کی شادی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رقیہ

بنت رسول اللہ ﷺ زوجہ حضرت عثمان بن عفان کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی دوسری لڑکی ام کلثومؓ کی شادی جو حضرت فاطمہؓ سے بڑی مگر رقیہؓ سے چھوٹی تھیں حضرت عثمانؓ سے کر دی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین، دونوروں والا کہتے ہیں۔ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ربیع الاول تین ہجری میں ہوا تھا۔ یہ حضرت ام کلثومؓ کی دوسری شادی تھی۔ اس سے قبل حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ ہوئے تھے تاہم رخصتی سے قبل مذہبی مخالفت کی وجہ سے یہ نکاح ختم ہوگئے تھے۔

اس عرصے کے واقعات میں غزوہ بنو سلیم بھی مذکور ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنو سلیم کی بڑی تعداد مسلمانوں کے خلاف جمع ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ مدینے میں عبداللہ بن ام مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرما کر تین سو صحابہؓ کے ہمراہ چھ جمادی الاولیٰ کو روانہ ہوئے۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ کو راستے میں بنو سلیم کا ایک آدمی ملا جس نے بتایا کہ بنو سلیم منتشر ہوگئے ہیں۔ تحقیق کرنے پر اس شخص کی اطلاع درست ثابت ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ آئے اور جنگ کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔

ایک سریہ زید بن حارثہ ہے۔ اس کی تفصیل کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ ایک دن صفوان بن امیہ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مسلمانوں نے ہمارا تجارتی مرکز شام تک جانا بند کر دیا ہے۔ ایک شخص نے مشورہ دیا کہ ساحل سمندر کا راستہ چھوڑ کر عراق کی طرف سے شام جایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ راستے کو جاننے والے ایک شخص کی مدد سے صفوان بن امیہ نے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا اور قافلے نے تیاری شروع کر دی۔ یہ سریہ جمادی الآخر تین ہجری میں پیش آیا۔ اہل قافلہ کی پوری کوشش تھی کہ کسی طرح یہ خبر اہل مدینہ کو نہ پہنچے۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چنانچہ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو شہ سواروں کو حضرت زید بن حارثہؓ کی سربراہی میں روانہ فرمایا۔ یہ حضرت زیدؓ کا پہلا سریہ تھا جس میں آپ بطور امیر روانہ ہوئے اور کامیاب واپس لوٹے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ان تجارتی قافلوں کو اس لیے روکا جاتا تھا کیونکہ ان قافلوں سے ہونے والا نفع پھر مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا تھا۔ ان قافلوں کو روکنا اُس دور میں ایسے ہی تھا جیسے آج کل مختلف ممالک پر اقتصادی پابندیاں لگائی جاتی ہیں۔ آج کل تو یہ ممالک بسا اوقات زیادتی کرتے ہوئے بھی پابندیاں لگاتے ہیں، انہوں نے اسلام پر کیا اعتراض کرنا ہے۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت مَیں فلسطین کے لیے دوبارہ دعا کی

تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ اب کم از کم اتنا ہوا ہے کہ بعض لوگ ڈرتے ڈرتے ہی سہی لیکن اس ظلم کے خلاف بولنا شروع ہوئے ہیں۔ بلکہ اب تو بعض یہودیوں نے بھی اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی ہے اور اپنی حکومت سے کہا ہے کہ کیوں ہمیں بھی بدنام کرتے ہو۔ بہرحال چھوٹی چھوٹی آوازیں غیروں میں اٹھنے لگی ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ روزانہ چار گھنٹے کے لیے جنگ روکی جائے تاکہ فلسطینیوں تک امداد پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس پر کتنا عمل ہوگا اور باقی بیس گھنٹوں میں انہوں نے کتنی گولہ باری کرنی ہے۔ اکثر بڑی حکومتیں اور سیاست دان بھی فلسطینیوں کے جانی نقصان کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایک مدت تک ہی ڈھیل دیتا ہے۔ پھر یہ دنیا ہی نہیں بلکہ اگلا جہان بھی ہے، اس دنیا میں بھی پکڑ ہو سکتی ہے اور اگلے جہان میں بھی ضرور پکڑ ہو گی۔ بہرحال ہمیں مظلوم فلسطینیوں کے لیے بہت دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان مظالم سے نجات دے۔ آمین۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے درج ذیل دو نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

۱۔ مکرمہ منصورہ باسمہ صاحبہ اہلیہ مکرم حمید الرحمان خان صاحب جو حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت بوزینب بیگم صاحبہؓ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ میاں عباس احمد خان صاحب اور امۃ الباری بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ان کے نکاح کے موقعے پر نصائح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ نکاح کے موقعے پر پڑھی جانے والی آیات میں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ کے الفاظ کے ساتھ 'رب' کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے خدا تمہاری ربوبیت کرنے والا ہے ویسے ہی اب تم پر بھی ایسی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں کہ جنہیں ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم بھی ربوبیت کے جذبے کے ساتھ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ مرحومہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والی، صاف گو، صوم و صلوٰۃ کی پابند، خلافت کا بہت ادب کرنے والی خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

2۔ چودھری رشید احمد صاحب سابق رجسٹرار زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔ حضور انور نے ان کے اوصاف حمیدہ بیان کرکے فرمایا اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔